اسلام میں

جغرافیائی حدود

کا اعتبار

سید کلیم اللہ حرمزیٔ

❖ اسلام میں جغرافیائی حدود کی حیثیت
❖ شہریت کی شرعی حیثیت
❖ شہریت کا مدار
❖ شہریت (وطنیت) کی قسمیں
❖ شہریت دینے میں سربراہ کا اختیار
❖ شہریت ختم کرنے میں حاکم کا اختیار
❖ پناہ گزین شریعت کی نگاہ میں

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

- ✓ کیااسلام میں جغرافیائی حدود کااعتبار ہیں ؟
- ✓ افغانستان یا کسی اور ملک کے باشندہ گان یہاں کئی سالوں رہائش پذیر ہیں ' کیاان کو مہاجرین کہنا درست ہے ؟
- ✓ کیاشریعت میں ایسی مدت ہے 'کہ اتنی مدت تک رہنے پر ملک کی شہریت حاصل ہو گی ؟
- ✓ اگر یہ مہاجرین صرف اس بنیادپر ہیں کہ ان کے پاس شناختی کارڈ نہیں ہیں 'توکیاصرف شناختی کارڈ نہ ہونے سے ان کو مہاجرین کہنادرست ہے 'حالانکہ بہت ساروں کی پیدائش یہاں ہوئی ہے ؟
- ✓ مملکت پاکستان میں کئی قومیں باہر سے آئی ہیں (مثلا : سادات وغیرہ) جن کے ملکی کوائف مکمل پورے ہیں 'ان کو مہاجرین کہنا کیساہے ؟
- ✓ افغان مہاجرین کی بے دخلی اور جلاوطنی میں عوام اور خواص کی کیاذمہ داری بنتی ہیں اور وہ شرعا کتنے مکلّف ہیں ؟
- ✓ ان کی املاک ضبط کرنا ' یا سستی قیمت پر خریدنا کیساہے ؟
- ✓ بعض لوگوں کا یہ کہناہے 'کہ حکومت نے ان کی بے دخلی کا قطعی فیصلہ کرلی ہے 'اس وقت ان کے اموال ضائع ہورہے ہیں اور یہ لوگ خود سستے نرخ پر بخوشی راضی ہیں۔ان کا کہناازروئے شرع کیساہے ؟

الجواب حامداومصليا

اسلام ضابطہ حیات ہے 'عالمگیر مذہب ہے 'ہر کسی کے ایمان ' جان 'مال 'عقل اورآبرو کے محافظ ہے 'انسان 'حیوان 'چرنداورپرند غرض ہرایک کے رہنے اور بسنے کے اصول اس میں درج ہیں ۔اس میں اخوت اور بھائی چارے کا درس ہے 'اسلام میں مسلمانوں کوایک جسم کے مانند قرار دیاگیاہے 'چنانچہ اگرکسی کی آنکھ میں تکلیف ہو 'توساراجسم تکلیف میں مبتلا ہوتاہے 'اوراگرکسی کے سر میں کوئی تکلیف ہو 'تب بھی سارابدن بے تاب ہوجاتاہے۔

اخوت اس کو کہتے ہیں کہ چبھے جو کانٹاکابل میں
توہندوستان کاہر پیرولاشہ بےتاب ہوجائے

بقول علامہ "محمداقبال" مرحوم :

ان تازہ خداؤں میں بڑاسب سے وطن ہے
جو پیراہن اس کاہے وہ ملت کاکفن ہے

ہجرت حقیقی :

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں :

(والمہاجرمن ھجرمانھی اللہ عنہ ۔)

''مہاجر کہلانے کا وہی شخص مستحق ہے'جو گناہ چھوڑدے'وطن چھوڑنا بذات خود مطلوب نہیں 'بلکہ ایک وطن سے دوسرے وطن کی طرف ہجرت کرناتواسی لیے ہوتاہے'تاکہ دوسری جگہ جاکراحکام خداوندی پر عمل کیاجاسکے'توگویا اصل مقصدگناہ کو ترک کرناہی ہے۔اس لیے جو شخص دارالاسلام کی طرف ہجرت کرےاورگناہ کا ارتکاب پھر بھی کررہاہو'تووہ مہاجر کہلانے کاحقدار نہیں ہے۔''

(نفحات التنقیح 'کتاب الایمان : ج ا'ص ۲۷۶)

ہجرت کی اقسام :

حافظ بدرالعینی رحمہ اللہ نے ہجرت کی آٹھ قسمیں ذکرفرمائی ہیں :

- ہجرت حبشہ اول۔
- ہجرت حبشہ ثانی۔
- ہجرت مکہ سے مدینہ۔
- ہجرت مختلف قبیلوں کارسول اللہ ﷺ کی طرف۔
- کفارمکہ میں سے مسلمان ہونے والے۔
- اللہ تعالی کا منع کردہ چیزوں سے ہجرت۔
- دارالکفرسے دارالاسلام کی طرف ہجرت۔
- ارض شام کی طرف ہجرت۔(یہ آخرزمانے میں ظہورفتن کے وقت ہوگا۔)

(باب بدء الوحی'شرح بخاری)

غرض مسلمان جہاں بھی رہے وہااس کو رہنے کا حق ہے'شروع اسلام میں ہجرت فرض تھی'بعد میں فرضیت کا حکم ختم ہوا'لیکن اب بھی اگرکسی مسلمان کو اپنے ملک میں ایمان کی حفاظت مشکل ہو'تو ایمان بچانے کی خاطر اس کے لیے ہجرت فرض ہے۔تاریخ اسلام پرسرسری نظرڈالنے سے نوع انسانی کی چارقسمیں ملتی ہیں : مسلمان۔حربی'ذمی اور مستامن۔

کلمہ گو مسلمان جہاں بھی رہے وہ مسلمان ہے ‘حربی وہ جو دارالحرب میں رہے‘ذمی وہ جو دارالاسلام میں جزیہ دے کر رہے اور مستامن وہ جو تجارت وغیرہ کی غرض سے چندماہ ٹیکس آداکر کے رہے۔

یادرہے : اسلام میں زبان ‘رنگ ونسل کافرق تقسیم کے لیے نہیں ‘بلکہ صرف پہچان کے لیے ہے ‘اس سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور الوہیت کی معرفت ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ کافرمان ہے :

(ومن آیٰتہ خلق السمٰوٰت والارض واختلاف السنتکم والوٰانکم ان فی ذلک لآیت للعالمین .)

مسلمان میں یہ لسانیت ‘عصبیت ‘وطنیت اور جغرافیائی تقسیم مغرب کا بارآور درخت ہے ‘جس کی آبیاری انہوں نے پانی کے بجائے خون سے کیا۔علامہ محمداقبال مرحوم نے خوب کہاتھا :

یوں توسید بھی ہومرزا بھی افغان بھی ہو۔
تم سبھی کچھ ہوبتاتو مسلمان بھی ہو۔
کی محمد ﷺ سے وفاتونے توہم تیرے ہیں۔
یہ جہاں چیزہے کیالوح وقلم تیرے ہیں۔

شہریت میثاق مدینہ کی روشنی میں :

تاریخ گواہ ہے ‘کہ مہاجرین مکہ کو انصارمدینہ نے لبیک کہااوران کو اپنی جائیداد میں شریک کیا‘ان کی عزت اورآبرواپنی عزت سمجھی۔اورپھرمیثاق مدینہ نے اس حسن کومزید نکھار کرسونے پرسہاگہ چڑھایا‘مذہب اسلام نے عقدذمہ سے بھی غیر مسلموں کو شہریت کے حقوق عطاکیےاورآقادوعالم ﷺ کا یہ فرمان فقہی قاعدہ کلیہ کی حیثیت رکھتاہے :

’’لھم ماللمسلمین وعلیھم ماعلیھم‘‘ اوکماقال(ابن حبان)

(بحوالہ شہریت اوراس کے متعلق مسائل ‘ط : ایفاپبلیکیشنز‘نئی دہلی)

’’القاعدة العامۃ فی حقوق اہل الذمۃ :ان لھم مالنا وعلیہم ماعلینا ،وھذه القاعدة جرت علی لسان فقہاء الحنفیۃ ،وتدل علیھا عبارات فقہاء المالکیۃ والشافعیۃ والحنابلۃ.‘‘

(بدائع الصنائع ‘المغنی لابن قدامہ ‘بحوالہ : الموسوعۃ الفقہیۃ : ج ۷ ‘ص ۱۲۷)

مشہور فقیہ امام ’’سرخسی ‘‘رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

ان غیر مسلموں نے عقد ذمہ اس لیے قبول کیاہے'کہ ان کے اقوال اور ان کے حقوق مسلمانوں کے اقوال اور حقوق کے برابر ہو جائیں۔

(شرح السیر الکبیر: ج۳'ص ۲۵۰'بحوالہ شہریت اور اس کے متعلق مسائل: ص ۴۹۴'ط: ایفا پبلیکیشنز'نئی دہلی)

اسلامی تعلیمات کا لب ولباب تو یہ ہے'کہ اپنے ملک میں رہنے والے ہر شخص کو رہنے سہنے کی ہر قسم کی سہولت فراہم کی جائے'خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو'حتی کہ ایسے مقام پر ان کے مالکانہ تصرف گوارا کیاگیاہے' جہاں کفار کی بودوباش ناجائز ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''(اخرجوا الیہود والنصاری من جزیرۃ العرب۔)''اوکماقال

لیکن پھر بھی مسلمانوں کے پاس جب تک حجاز سے باہر زمین حاصل نہ ہو سکی'اس وقت خیبر کے یہود مدینہ ہی میں مقیم رہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورخلافت میں ان کو اریحا و تیما کی طرف بھیجا گیا۔

اسی طرح نجران کے عیسائیوں کو دور فاروقی میں شام کی طرف جلاوطن کیا گیا۔

تفصیل کے لیے: (تاریخ اسلام'نجیب آبادی)

شہریت کا مقصد اپنی عوام کو درج ذیل سہولیتیں مہیا کرنا:

امن وامان کا قیام۔۔۔۔۔تعلیم وتربیت کی سہولتیں۔۔۔۔۔روزگار سکونت اور ضروریات زندگی کی فراہمی۔

البتہ یہ بات ضرور ہے'کہ جغرافیائی حدود ملک کی تقسیم کے لیے ہیں' جیسا کہ فقہا کرام نے اختلاف مطالع میں بلاد قریبہ اور بعیدہ کا اعتبار کیاہیں۔

قال فی ''التاتارخانیۃ'':

''الفتاوی النسفیہ:سئل عن قضاء القاضی برؤیہ ہلال شہررمضان بشھادہ شاھدین عندالاشتباہ فی مصر،ھل یجوز لاھل مصرآخرالعمل بحکمھم؟فقال :لا،ولایکون مصر آخرتبعا لھذا المصر،انما سکان ھذالمصروقراھا یکون تبعالھم ۔۔''

(کتاب الصوم،الفصل الثانی ،رؤیہ الہلال:365/3،ط:زکریا)

''وثانیھا:أنہ لایلزم أھل بلدرؤیہ غیرھم الاأن یثبت ذلک عندالامام الاعظم،فیلزم کلھم لان البلاد فی حقہ کالبلد الواحد اذحکمہ نافذفی الجمیع،قالہ ابن الماجشون۔''

(نیل الاوطار،باب الھلال اذارآہ أہل بلدہ ھل یلزم بقیہ البلاد الصوم:230/4،ط:دارالحدیث،مصر)

''اذاثبت الصوم اوالفطر عندحاكم تحت قواعد الشرع بفتوی العلماء أو عندواحد أوجماعۃ من العلماء الثقات ولاھم رئیس المملکۃ أمررؤیۃ الھلال ،وحکموا بالصوم أوالفطر ونشرواحکمھم ھذافی رادیو،یلزم علی من سمعھا من المسلمین العمل بہ فی حدود ولایتھم ،وأما فیماوراء حدود ولایتھم فلابد من الثبوت عندحاکم تلک الولایۃ بشہادہ شاہدین علی الرؤیۃ أو علی الشہادہ ،أوعلی حکم الحاکم أوجاء الخبرمستفیضا لان حکم الحاکم نافذ فی ولایتہ دون ماوراءھا۔''

(زبدۃ المقال فی رؤیۃ الھلال،بحوالہ خیرالفتاوی:118/4،ط:مکتبہ الخیر،ملتان)

مذکورہ عبارتوں سے مقصد جغرافیائی حدود کو واضح کرنا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ایک ملک کے مسلمان کے لیے دوسرے اسلامی ملک میں رہنے کا حق نہیں ہے۔اس کے برعکس غیر مسلم ملک میں جب ایمان محفوظ نہ ہو'تو وہاں رہائش اختیار کرنا درست نہیں ہے۔

شہریت کا مدار :

شہریت کا مدار تین چیزوں پر ہے'پیدائشی مقام۔بودوباش کی نیت سے کسی جگہ قیام۔اس جگہ کی کسی مستقل شہری خاتون سے نکاح وزواج۔

تفصیل کے لیے فتح القدیر : (ج۲'ص۱۵'ط : رشیدیہ)

''انواع الوطن : ....الوطن الاصلی:قال الحنفیۃ :ھوموطن ولادۃ الانسان اوتاھلہ اوتوطنہ۔وقال ابن عابدین : الوطن الاصلی ،ویسمیٰ بالاھلی ووطن الفطرۃ ،والقرار،ومعنی تاھلہ ای تزوجہ ....لحدیث عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: سمعت رسول اللہ ﷺ :من تاھل فی بلد فلیصل صلوٰۃ المقیم .....''

(الموسوعۃ الفقہیۃ : ج۴۴'ص ۵۶۔۶۰ط : امیر حمزہ کتب خانہ 'کوئٹہ)

حاکم کا شہریت ختم کرنا :

''ویحک ان شان الھجرۃ شدیدۃ ،فھل لک من ابل؟قال: نعم،قال:فھل تودی صدقتھا؟قال: نعم،قال : فاعمل من وراء البحار؛فان اللہ ھلم یترک من عملک شیئا۔''

(بخاری 'کتاب الادب' باب ماجائَ فی الرجل ویہلک)

(بحوالہ شہریت اور اس کے متعلق مسائل 'ط : ایفاپبلیکیشنز'نئی دہلی)

کیا کہہ رہے ہو'ہجرت کا معاملہ سخت ہے'کیا تمھارے پاس اونٹ ہیں ؟اس نے کہا : ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا : کیااس کی زکوٰۃ دیتے ہو؟ کہاں : ہاں ۔ حضور ﷺ نے فرمایا : یہاں دور دراز علاقے میں (سمندر پار رہ کر) رہتے ہوئے عمل کرو'اللہ تعالیٰ تمہارے عمل میں سے کچھ کمی نہیں کرے گا۔

اتنی بات ثابت ہوگئی کہ اگر کوئی شخص کسی جگہ شہریت حاصل کرنا چاہیے 'توحکومت اس سے روک سکتی ہے۔

''نفی ابوبکر ماتعا الی فدک ،ولیس بهااحد یومئذ من المسلمین ،واخرج عمر فلانا وفلانا.''

(عمدۃالقاری : ج۹'ص ۳۰۴)

(بحوالہ شہریت اور اس کے متعلق مسائل 'ط : ایفاپبلیکیشنز' نئی دہلی)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماتع نامی مخنث کو فدک روانہ کردیا'وہاں اس وقت کوئی مسلمان نہ تھااور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فلاں وفلاں کو نکال دیا۔

مسئولہ صورتوں کا حکم :

جب رفتہ رفتہ اسلامی احکام کی اہمیت اورفضیلت مسلمانوں کے دلوں میں نہ رہی'تو انہوں نے بجائے اسلامی احکام کے مغربی خودساختہ پالیسی اور قوانین گلے لگائے'اوریوں مختلف قوموں اورملکوں میں تقسیم ہوکر مسلمانوں کا شیرازہ بکھر گیا۔اس لیے بڑھتی آبادی کے ساتھ ساتھ فقہاء کرام نے بھی مصلحت اورسدذرائع **(لاینکرتغیرالاحکام بتغیرالازمان)** کی خاطر اسلامی ممالک میں بسنےاور وہاں کے حکمرانوں کے لیے درجہ ذیل فتوی جاری کیا :

- اگروہاں معاشی استحکام ہو'ملک وسیع ہو مہاجرین کےآنے پر وہاں کے لوگ معاشی زبون حالی اور جگہ کی تنگی کے شکارنہ ہوتے ہوں اورہجرت کرنے والے بھی اپنےایمان کی حفاظت 'آبرو بچانا اور حصول رزق کی خاطر تشریف آوری کرتے ہوں'تواس وقت حکومت وقت کے لیے ان کو بسانااوراجازت دیناضروری ہے۔
- اوراگرمعاشی استحکام نہ ہوکثیرآبادی کی وجہ سے خود وہاں کے باسیوں کے لیے مشکلات ہو'تو پھر اجازت نہ دینے میں حرج نہیں ہے۔

شریعت میں پناہ گزینوں کے حقوق :

غیر مستقل رہائش نہ دینے کا یہ مقصدہرگزنہیں کہ ان کے ساتھ بہیمانہ رویہ اپنایا جائے'حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ جب ان لوگوں کو وقتی طورہی سہی اگرملک میں رہنے کی اجازت دی ہےتودامے درمے ان کی مدد کریں'ان کی بچوں کی

تعلیم کی فکر کریں ٬حفظان صحت کے سلسلے میں ان کی مدد کریں ٬ان کی دوا وعلاج کا مفت انتظام کریں ٬موسم کی شدت وحدت کے دنوں میں ان کا خاص خیال رکھیں اوراس سلسلے میں یہ کوشش بھی کریں کہ اگران کی ضروریات خود پوری نہ کرسکیں ٬تومال دار اسلامی ممالک سے تعاون کی درخواست کریں اوراقوام متحدہ کی مالی فنڈ سے ان کی مدد کرائیں اوران کے لیے انسانیت نوازی کا پورا ثبوت دیں۔

اس سلسلے میں وہاں کے باشندوں کی ذمہ داری ہے ٬کہ اگرچہ وہ لوگ وہاں کے حقیقی شہری نہیں ہیں ٬لیکن اسلام نے ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان سے اخوت کے رشتے سے جوڑ دیاہے۔اس لیے ان پناہ گزینوں کو اپنا بھائی سمجھیں اوران سے تعصب نہ برتیں۔

الغرض پناہ گزینوں کے جو حقوق حاصل ہونے چاہیں وہ مختصرایوں ہیں :

ضمیر کی آزادی ـ۔۔زبان کی آزادی۔۔۔زندگی گذارنے کی آزادی۔۔۔۔رہائش اورامن وامان کا حق۔

پناہ گزینوں کا قیام چونکہ عارضی ہےاس لیے ان کو خوردونوش ٬علاج ومعالجہ ٬سرکاری اداروں میں حق اور باہمی نزاع خو ختم کرنے کے لیے عدالتی چارہ جوئی کا حق حاصل ہیں ٬البتہ ملکی انتظام وانصرام سے متعلق حقوق میں ان کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے انہیں رائے دہی کا حق حاصل نہیں ہے۔

عہد فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جب قحط پڑا٬جس سے پوراحجاز لپیٹ میں آیا٬ہوامیں اڑنے والے پرندے بھی بے خود ہوکر تلملاکرزمین پر گرپڑتے تھے ٬بھوک کی وجہ سے لاشوں کا انبار تھا٬لوگوں نے اپناعلاقہ چھوڑ کرمدینہ منورہ میں رہائش اختیار کیا٬حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارالاسلام کے ہرملک میں گشتی فرمان جاری کیا٬کہ لوگ اپنی اپنی امداد بھیجیں ٬استسقا کا عمل بھی ہواپھرلوگ اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

تفصیل کے لیے : (البدایہ والنہایہ : ج۷٬ص ۹۰)

<u>**یادرہے :**</u>

<u>**غیر مسلم ملک میں شہریت ٬یاپناہ گزینی اپنے ایمان ٬جان ٬مال اور عزت وآبرو کی خاطر ہو ٬صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حبشہ کی طرف ہجرت کی ٬جب کہ وہاں عیسائی حکومت تھی۔ہجرت مدینہ کے بعد بہت بعد تک بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وہیں مقیم رہیں۔۔۔۔۔اور ساتھ ساتھ ان کو اسلام کی طرف راغب کرنے کی نیت بھی کریں۔**</u>

ویسا تو ہجرت نہ کوئی عیب ہے اور نہ ہی کوئی جرم ہے بلکہ یہ سنت رسول محبوب ﷺ ہے۔ شرعی طور شہریت قابل توجہ نہیں امر نہیں گردانا گیا ہے اور نہ ہی مسلمانوں کی ارضی طبقات کی تقسیم کو سراہا گیا ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے، کہ آج کل شہریت دینے میں بہت سارے مسلمان ملکوں کی پالیسیاں غیر مسلم ممالک سے قدر مشکل ہیں۔

- ❖ زیر نظر مسئلہ میں جب حکومت نے اخراج کا قطعی اور یقینی فیصلہ کر لی ہے، تو اس وقت ہر خاص و عام کی ذمہ داری بنتی ہے، کہ اس کے ناروا رویے کو ببانگ دہل چیلنج کرے، اور اس جابرانہ پالیسی کو تبدیل کرنے پر اپنے بساط کے مطابق جد و جہد کرے۔ اور اگر حکومت ٹھس سے مس نہ ہوتی ہوں، تو پھر تشدد کی راہ نہ اپنائے، اس وقت پالیسی ساز لوگ گناہ گار ہوں گے۔
- ❖ تشدد کی راہ اپنانے سے فقہاء کرام نے بہت سارے مسائل میں ممانعت کا فتویٰ دیا ہیں۔ مثلا: اگر کسی اسلامی ملک میں کوئی زنا کرے اور یا قتل و چوری کا ارتکاب کرے اور حکومت حدود یا قصاص جاری نہ کرتی ہوں، تو گواہ ہونے کے باوجود بھی عوام الناس رجم یا قطع ید کا عمل نہ کریں۔
- ❖ موجودہ حالات کے پیش نظر مملکت خداداد پاکستان میں جو مہاجرین (ان کے قول کے مطابق) کے ساتھ ظالمانہ رویہ اختیار کیا گیا، ان کی عوامی سطح پر نہ صرف مذمت کی گئی، بلکہ پرنٹ اور ملٹی میڈیا پر حکومت کو علماء کرام نے بہت کچھ کہا اور مرتب پالیسی بنا کر پیش کی، کہ اگر مہاجرین کا اخراج حتمی اور یقینی ہے، تو ان کے لیے پیشگی لائحہ عمل طے ہونا چاہیے اور متعلقہ ملک کے سفارت کے ذریعے مذاکرات کر کے ان کی بے دخلی اور جلاوطنی کا فیصلہ کرنا چاہیے۔ اور ان کی جان، مال اور آبرو کا تحفظ یقینی بنانا چاہیے۔ اگر ان کا یہاں سے بے دخلی ناگزیر ہیں، تو شروع میں ان مہاجرین کے لیے ہمدردی کے دروازے کیوں کھلے رکھے تھے اور اس پر مزید یہ کہ ان کو بسانے کا اقدام کرنے والے جنرل ضیاء الحق ہی تھے، جنہوں نے روس انقلاب (Russian Revolution) میں ان کو مملکت خداداد پاکستان ہی میں رہنے کی اجازت فراہم کی تھی۔ اور ان لوگوں کے خلاف بھی قانونی کاروائی ہونی چاہیے جنہوں نے ان کو جھانسہ دے کر کسی خاندان میں ضم کر کے شناخت نامے جاری کر دیے ہیں۔۔۔۔ اے کاش!! قانون اور ملک کے تہتر ویں آئین کے خلاف ورزی کرنے والے بیوروکریٹس بھی انصاف کے کٹھرے میں کھڑے کیے جاتے؟؟!
- ❖ ان کی املاک کو شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کرنے، یا ضبط کرنا شریعت اور عالمی دستور دونوں کے خلاف ہے، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ان کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کر کے قیمت میں اضافہ کر کے ان سے چیزیں خریدی جاتی۔۔۔ مگر ہائے افسوس!!! گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔۔۔ مسلمان ایک دوسرے کے مال چوری چھپکے لینے کے درپے ہیں۔

❖ ان کی اضطراری حالت کو دیکھ کر چیز خرید نا یقینا مکروہ ہے۔لیکن جب وہ حکومت کے حتمی فیصلہ کے بعد اتنے بے بس ہوں اور وہ ہر حال میں سستی قیمت پر راضی ہوں ،تو خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کا گناہ ان پالیسی سازاداروں کو ملے گا، جنہوں نے یہ جابرانہ اور ظالمانہ فیصلہ دائر کیا ہیں۔

<u>آخر میں ہندوستان فقہی سیمینار کا شہریت کے متعلق مختصر خلاصہ درج ذیل ہو گا :</u>

- شریعت میں مسلمانوں کے لیے کوئی جغرافیہ حدود نہیں ہیں۔
- شریعت میں شہریت قابل توجہ امر نہیں ہے۔
- ہجرت کرنے والے مسلمان کے ساتھ عام مسلمانوں جیسا رویہ اپنایا جائے گا۔
- کوئی بھی غیر مسلم اگر ہمیشہ رہائش اختیار کرنا چاہیے ،تو عقد ذمہ کے ساتھ رہے گا اور اس پر ذمی کے احکام جاری ہوں گے۔
- کوئی بھی غیر مسلم تجارت کی خاطر آتا ہو ،تو مستامن ہو گا اور ٹیکس آدا کر کے چلتا بنے گا۔

(تئیسواں فقہی سمینار ،منعقدہ : (1...3) مارچ (2014) جامعہ علوم القرآن جموسر ،گجرات)

واللہ اعلم بالصواب۔

سید کلیم اللہ حرمزئی۔

جامعہ دارالعلوم حرمزی۔